باب۔14

عالم آخرت

ردِّ عمل و عمل ہیں یکساں
نیکی ہو یا کہ بُرائی حسرتؔ

دنیا میں کوئی شے ضائع نہیں ہوتی۔ حرکت ہو یا سکون، نیکی ہو یا بُرائی، نہ فعل ضائع جاتا ہے نہ قول۔ عقل سلیم قبول و تسلیم نہیں کرتی کہ کوئی عمر بھر نیکی کرے اور تکلیف میں رہے۔ اور کوئی ساری زندگی ظلم و ستم کرے اور عیش و عشرت میں رہ کر مر جائے۔ کیا یہ دونوں برابر ہو جائیں گے۔۔؟ ہر گز نہیں۔ نیک کو جزا اور بد کو سزا ملنی چاہیے۔ یہاں تو نہ ملی، مگر ضرور ایک عالم ہے جس میں نیک کے ساتھ اس کی نیکی، اور بد کے ساتھ اس کی بدی لپٹی رہے گی۔ موصوف کے ساتھ اس کی صفت، ملزوم کے ساتھ اس کا لازم، ضرور رہے گا۔ دنیا میں دنیا کے لوازم کے ساتھ تھا، آخرت میں اس کے اقتضاء کے مطابق۔

آخرت میں تن کو عذاب ہو گا یا روح کو۔۔؟ دنیا میں تن کو تکلیف ہوتی ہے یا روح کو! تن، غریب بے ادراک ہے۔ اس کو کیا تکلیف ہو گی! تن کے توسط سے روح کو تکلیف ہوتی ہے۔

پھر تو آخرت میں، آخرت ہی کے تن کے توسط سے روح کو عذاب ہو گا۔ قدیم تن تو رہا نہیں۔ پھر اس نئے تن کو کیوں جَلایا جاتا ہے۔۔؟ ۱۲ سال کے پیشتر ایک شخص نے کسی کو قتل کیا تھا تو کیا اس شخص کو اس وجہ سے چھوڑ دینا چاہیے کہ اس کا جسد تحلیل و تبدیل سے نیا ہو گیا ہے! نہیں ہر گز نہیں۔ عذاب و ثواب تو صاحبِ ادراک کو ہوتا ہے، اور وہ روح ہے۔

مگر بتوسط تن کیا روح کو جو امر رب ہے، عذاب ہو گا۔۔؟ دنیا میں روح کو جو امر رب ہے، بتوسط تن تکلیف پیدا ہوتی ہے۔ آخرت میں بھلا کون سی شے ہے جو امر رب نہیں۔

کون سی شے ہے جو امر کُن سے پیدا نہیں ہوئی اور مخلوقات سے نہیں، خواہ دفعی ہو یا تدریجی جوہر ہو یا عرض، روح ہو یا تن۔

کیا بد لوگ آخرت میں آگ میں جلیں گے؟ ان کو سانپ بچھو کاٹیں گے۔۔؟ ہاں، ان کے اعمال کے وہاں جو مثل ہیں ان صورتوں میں مشتمل ہوں گے۔

کیا آخرت بھی ایک خواب ہے۔۔؟ نہیں، دنیا ایک خواب ہے۔ یہاں جو کچھ ہو رہا ہے اس کی تعبیر آخرت میں دیکھنی ہوگی۔ اعمال کے اقتضاءات مختلف صورتوں میں نمودار ہوں گے۔ دیکھو! دنیا میں چور چوری کرتا ہے۔ چوری کا اقتضاء ساہوکار کا درد دل بنتا ہے۔ کوتوالی والوں کی شکل میں نکلتا ہے۔ چالان و استغاثے کی صورت لیتا ہے۔ حاکم کی صورت میں سزا سناتا ہے۔ ہتھ کڑیاں بیڑیاں بن کر لپٹتا ہے۔ بید بن کے پیٹھ پر پڑتا ہے۔ مجلس بن کر قید کرتا ہے۔

14.1 نجات:

کیا دوزخ سے کفار کو رہائی ہوگی بھی۔۔؟ رہائی تو کبھی نہ ہوگی۔ مگر تخفیفِ عذاب کے متعلق صوفیہ کا اختلاف ہے۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ احقاب یعنی زمانۂ عظیم گذرنے اور مکثِ طویل کے بعد خدائے تعالیٰ کا حُب ذاتی، غضبِ عارضی پر غالب آئے گا۔ قالوا بلیٰ کام آئے گا۔ دوزخیوں پر ان کا عین ثابتہ منکشف ہو جائے گا۔ قدم رحمٰن دوزخ میں رکھے جائیں گے۔ وہ قط قط کرے گی۔ سبقت رحمتی علیٰ غضبی کا ظہور ہو گا۔ شجرۃ الجرجیر اُگے گا۔ عذاب، نعیم خاص سے مبدل ہو جائے گا۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ جب عین ثابتہ میں علم ہی نہ تھا، دنیا میں نورِ ایمان پیدا ہی نہیں ہوا، تو آخرت میں انکشاف کی کوئی صورت ہی نہیں۔ وَمَن كَانَ فِي هَـٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلاً (الاسراء:۷۲)۔ جہلِ دائمی کا نتیجہ عذابِ ابدی ہے۔ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا (الاحزاب:۶۵ اور الجن:۲۳ اور البینہ:۸)، بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا (النساء:۵۶)، اَلَا لَعْنَةُ اللَّـهِ عَلَى الظَّالِمِينَ (ہود:۱۸)۔

Siddiqui Publications

14.2 نجات مسلم:

یہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ دنیا دار العمل ہے۔ اچھے کام کرنے والے یعنی مسلم تو اپنے نیک اعمال کی جزا پائیں گے۔ اور بُرے کام کرنے والے مسلم بھی دو قسم کے ہیں۔ (۱) تائب (۲) غیر تائب۔ اگر توبہ کی ہے تو ان کو بغیر کسی عذاب کے نجات۔ غیر تائب کی دو صورتیں ہیں۔ یا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے نجات پائے گا، یا پھر اپنے اعمال کی کچھ نہ کچھ سزا پا کر نجات پائے گا۔اللّٰھُم انّی اعوذ برضاک من سخطک و بمغفرتک من عقوبتک واعوذبک منک۔اللّٰھُم ارنی حقائق الاشیاء کما ھي توفنی مسلماً و الحقنی بالصالحین۔

14.3 شفاعت:

کیا شفاعت حق ہے، اس سے تو گناہ بے کار جائے گا۔۔؟

کیا الحب فی اللہ ایک اعلیٰ عمل نہیں، کیا اس کا خالی جانا ممکن ہے۔۔؟

کیا کمزور اثر، قوی اثر کے مقابل کالعدم نہیں ہو جاتا۔۔؟إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ(ھود:۱۱۴)۔فَأُولَـٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّـهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ(الفرقان:۷۰)۔

قرآن شریف میں ہے،قَالُوا يَا أَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا إِنَّا كُنَّا خَاطِئِينَ،یعنی انھوں نے کہا، ابا جان! ہمارے گناہوں کے لیے دعائے مغفرت کیجیے، بے شک ہم خطاکار تھے،(یوسف:۹۷)۔قَالَ سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ، یعنی کہا، میں عنقریب اپنے رب سے تمھارے لیے مغفرت طلب کروں گا، وہی ہے غفور رحیم،(یوسف:۹۸)۔

ان آیتوں پر غور کرو۔ اگر توبہ میں صرف استغفار کرنا کافی ہوتا تو یعقوب علیہ السلام سے دعائے مغفرت و شفاعت کے لیے کیوں درخواست کی جاتی!

بخاری شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،لکل نبیّ دعوۃ مستجابۃ یدعو بھا وارید ان اختبی دعوتی شفاعۃً لامّتی فی الآخرۃ۔

یعنی ہر نبی کی ایک ایک دعا، دعائے مستجاب ہے، اور میں چاہتا ہوں کہ اپنی دعائے مستجاب کو آخرت میں اپنی امّت کی شفاعت کے لیے رہنے دوں۔۔۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے جس قدر ربط قوی ہو گا اسی قدر جلد نجات ہو جائے گی۔

کیا شفاعتِ پیغمبر، کفارۂ جناب عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہ نہیں۔۔؟ کفارہ کی رُو سے جناب معصوم عیسیٰ علیہ السلام نے خود عذاب بھگت لیا جو وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ(الانعام:۱۶۴، الاسراء:۱۵، فاطر:۱۸، الزمر:۷، اور النجم:۳۸) کے خلاف ہے۔ یہاں الحب فی اللہ کی وجہ سے امید نزول رحمت الٰہی ہے۔

ہاں ان کو بڑی مشکل ہے جن کو النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ(الاحزاب:۶) پر ایمان نہیں، محبت نہیں، ربط نہیں۔ جو شفاعت کے منکر ہیں وہ شفاعت سے محروم رہیں گے۔ اور جو رات دن یہ دعا کرتے ہیں ،انّی اسألک حبک و حب من یحبک و حب عمل یقربنی الیک، ان ہی کے لیے شفاعت بر حق ہے۔

14.4 دیدارِ الٰہی:

کیا قیامت میں خدائے تعالیٰ کا دیدار ہو گا، یہ تو اس کی تنزیہ ذات کے خلاف ہے۔۔؟

لَّا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ، یعنی لوگوں کی آنکھیں اس کو ادراک اور احاطہ نہیں کر سکتیں اور وہ لوگوں کی آنکھوں کا ادراک کرتا ہے اور وہ نہایت باریک بین اور بڑا ہی باخبر ہے،(الانعام:۱۰۳)۔ اس آیت سے جو نفی کی گئی ہے وہ ادراکِ ذات و کنہ و تجلّیٔ تنزیہی ہے۔

دوسری آیات میں ہے، وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۔ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ،یعنی قیامت کے دن بعض لوگوں کے چہرے تر و تازہ ہوں گے، اپنے رب کو دیکھتے ہوں گے(القیامۃ:۲۲ اور ۲۳)۔ ایک اور جگہ ہے، كَلَّا، بَلْ، رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۔ كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ، یعنی ہر گز نہیں! بلکہ ان کے دلوں پر زنگ آگیا ہے(یہ کیوں) یہ ان کے کرتوتِ بد کا نتیجہ ہے(اس سیاہ دلی کا اور کیا نتیجہ نکلا) ہر گز نہیں! بلکہ یہ لوگ قیامت کے دن اپنے رب سے حجاب میں رہیں گے(یعنی خدا کو دیکھ نہ سکیں گے)،(المطففین: ۱۴ اور ۱۵)۔

Siddiqui Publications

اصل میں یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی دو قسم کی تجلیات ہوتی ہیں۔

(۱) تجلّیٔ ذاتی جس کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ اور یہ مرتبہ ٔاحدیت سے متعلق ہے۔ جہاں دوئی کی گنجائش نہیں ہے، اس مرتبے میں "میں" اور "تُو" کا دخل نہیں۔ یہ مرتبہ، وحدہٗ لاشریک لہٗ کا ہے۔

(۲) دوسری تجلّی اسماء و صفات الٰہی کی ہے۔ اس کا مقام واحدیت ہے۔ عالم مثال اس سے متعلق ہے۔ بعض نادان جو عالم مثال سے بالکل ناواقف ہیں وہ مطلقاً دیدار الٰہی سے انکار کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے دیدار الٰہی سے محروم رہنے سے ہم کو بھی انکار نہیں۔ جو دیدارِ الٰہی کا یقین نہیں رکھتے بے شک ان کو دیدار الٰہی نہ ہو گا۔ وَمَن كَانَ فِي هَـٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ ، یعنی جو یہاں کا اندھا وہ وہاں کا بھی اندھا، (الاسراء:۷۲)۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہاں جتنا اعتقاد اور علم ہو گا، اتنا ہی قیامت میں شہود ہو گا۔

حسرتؔ جو مرے علم میں ہے جلوہ فگن آج کل آئے گا وہ بن کے تماشہ میرے آگے

بہ امید دید میں نے کیا موت کو گوارا مری جان مفت کب تھی کہ جو یوں نثار ہوتا

کرتا ہے حیا کب تک او پردہ نشین کر لے
محشر میں تو دیکھیں گے تجھ کو ترے شیدائی امیرؔ

دنیا دار العمل ہے۔ اپنی علمی ترقی جس قدر ہو سکے کیے جاؤ۔ ہم کو ہیولانی خیال رہنا چاہیے۔ جو صورت سامنے آئے اس سے انکار نہیں کرنا چاہیے۔

مسجد میں رہو تو تم کو میں مانتا ہوں مندر میں چھپو تو تم کو میں جانتا ہوں

جس رنگ میں آؤ کچھ نہیں ہے پروا اس ناز و ادا سے تم کو پہچانتا ہوں

غرض کہ انشاء اللہ تعالیٰ بروز قیامت ہم شرف دیدارِ الٰہی سے ضرور مشرف ہوں گے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰـــهِ۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ

وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

Siddiqui Publications